141628 ـ ساس اور بہو میں جھگڑا ماں چاہتی ہے کہ بیٹا ان سے دور رہے

سوال

میری والدہ اور میری بیوی کے مابین تعلقات بہت خراب ہیں، اور اس درجہ تك خراب ہو گئے ہیں كہ میری والدہ میری بیوی كا چہرہ بھی نہیں دیكھنا چاہتی، والدہ چاہتی ہے كہ ہم علیحدہ ہو جائیں، لیكن میں اپنی والدہ كو نہیں چھوڑتا چاہتا كیونكہ میں خاندان میں بڑا بیٹا ہوں، اور اسی طرح میں انہیں ناراض بھی نہیں كرنا چاہتا، تو كیا میں اپنی بیوی كو طلاق دے دوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اس میں كوئی شك و شبہ نہیں كہ بیٹے پر ماں كا عظیم حق ہے، اور والدہ كے ساتھ حسن سلوك كرنا سب سے بڑا واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی كا فرمان ہے:

اور تیرا رب یہ فیصلہ كرچكا ہے كہ اس كے علاوہ كسی دوسرے كی عبادت مت كرو، اور والدین كے ساتھ حسن سلوك كیا كرو، اگر آپ كی زندگی میں وہ دونوں یا پھر ان میں سے كوئی ایك بوڑھا ہو جائے تو تم انہیں اف بھی مت كہو اور نہ ہی ان كی ڈانٹ ڈپٹ كرو، اور ان كے لیے اچھی اور نرم بات كہو الاسراء (23).

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے ان دونوں یعنی والدین كے علاوہ دوسروں كے ساتھ بھی حسن سلوك كرنے كا حكم دیا ہے جن كے ساتھ حسن سلوك كرنا واجب ہے جیسا كہ اللہ سبحانہ و تعالی كا فرمان ہے:

اور اللہ كی عبادت كرو، اور كسی كو بھی اللہ كے ساتھ شریك مت ٹھراؤ، اور والدین كے ساتھ حسن سلوك كرو، اور قریبی رشتہ داروں كے ساتھ اور یتیموں كے ساتھ، اور مسكینوں كے ساتھ اور قرابت دار ہمسائیوں كے ساتھ، اور اجنبی ہمسایہ كے ساتھ اور پہلو كے ساتھی كے ساتھ، اور راہ كے مسافر سے اور ان غلاموں سے حسن سلوك كرو، یقینا اللہ تعالی تكبر كرنے والوں اور شیخی خوروں كو پسند نہیں فرماتا النساء (36).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حقدار کو اس کا حق دینے کا حکم دیا ہے "

دیکھیں: صحیح بخاری حدیث نمبر (1968).

چنانچہ والدین کا حق اور خاص کر سب لوگوں کے حقوق پر مقدم ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ایك شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: لوگوں میں سے میرے لیے سب سے زیادہ حسن سلوك کا مستحق کون ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا: پھر کون ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا: پھر کون ؟

نبی کریم صلی لہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ.

اس شخص نے عرض کیا: پھر کون ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا والد "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5971) صحیح مسلم حدیث نمبر (2548).

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ انسان دسروں کو ان کے حق نہ دے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق دے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اور وہ ان حقوق میں توازن قائم کرے، اور اس میں حسب استطاعت ان مصالح کو جمع کرے جن کی قدرت رکھتا ہے، اور وہ اپنے گھر کو چلانے میں حکمت سے کام لیتے ہوئے اچھے طریقہ سے معاملات سرانجام دے.

دوم:

ساس اور بہو کے مابین اس قسم کی مشکلات عام اور تکرار سے ہوتی ہیں، اور پھر یہ نئی چیز نہیں بلکہ قدیم دور سے ہی آ رہی ہیں؛ لیکن ایك عقلمند شخص اپنے معاملات میں اچھی نظر رکھتا ہے اور اسے ایسے طریقہ سے سرانجام دے کہ وہ ان مشکلات کو حسب استطاعت کم کر سکے، اور اس کے دروازے بند کرے.

اسی لیے بیوی کا اپنے خاوند پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ رہائش لے کر دے.

الموسوعة الفقهية میں درج ہے:

" والدین اور بیوی کو ایك ہی رہائش میں اکٹھے رکھنا جائز نہیں ہے (اور اسی طرح دوسرے رشتہ داروں کو بھی) اس لیے بیوی کو حق حاصل ہے کہ ساس اور سسر میں سے کسی ایك کے ساتھ رہنے سے انکار کر سکتی ہے؛ کیونکہ بیوی کے لیے مستقل اور علیحدہ رہائش پر وہ اپنے آپ اور اپنے مال اور اپنے حقوق پر پرامن رہ سکتی ہے، اور کسی کو بھی اسے ساس اور سسر کے ساتھ رہنے پر مجبور کرنے کا کوئی حق نہیں.

جمہور فقہاء احناف اور شافعی اور حنابلہ کا یہی مسکل ہے.

اور مالکی حضرات نے شریف اور غیر شریف عورت میں فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

شریف عورت اور اس کی ساس و سسر کو ایك ہی رہائش میں رکھنا جائز نہیں، لیکن اگر وہ عورت شریف نہیں تو پھر اسے ساس اور سسر کے ساتھ رکھنا جائز ہے.

لیکن اگر غیر شریف عورت اور خاوند کے ماں باپ کو ایك ہی رہائش میں رکھنے میں بیوی پر ضرر ہو تو پھر یہ بھی صحیح نہیں ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (25 / 109).

آپ نے سوال میں جو صورت بیان کی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشك و شبہ آپ کی ماں اور آپ کی بیوی کو ایك ہی رہائش میں اکٹھا رکھنا ممکن نہیں، اور ان دونوں کو علیحدہ رکھنا واجب اور ضروری ہے.

خاص کر ماں نے ہی یہ مطالبہ کیا ہے، اس لیے جتنی جلدی ہو سکے آپ علیحدہ ہو جائیں، اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے کوئی اور سوچ اور رائے مت رکھیں، یعنی آپ کا اپنی بیوی کو طلاق دینا یہ اس مشکل کا حل نہیں ہے.

اور خاص کر جب آپ کا بیٹا بھی ہے؛ اور پھر یہ مشکل تو آئندہ بھی ہر بیوی کے ساتھ ہو گی جو بھی آپ اپنی ماں کے ساتھ رہائش میں رکھیں گے.

اس لیے آپ کو جو رائے جلدی اختیار کرنی چاہیے وہ آپ کی قدرت اور استطاعت کے مطابق ہے، وہ یہ کہ آپ اپنی بیوی کے لیے کوئی مستقل اور علیحدہ رہائش تلاش کریں، اور اگر آپ رغبت رکھتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کے قریب رہیں اور اس سے صلہ رحمی اور اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں تو آپ اپنی والدہ کی رہائش کے قریب ترین رہائش تلاش کریں.

اس طرح آپ جب بھی گھر آئیں یا باہر جائیں تو آپ کے لیے اپنی والدہ کے پاس جانا ممکن ہوگا، اس طرح آپ اپنی والدہ سے صلہ رحمی و حسن سلوك اور بیوی کے ساتھ مشکلات سے راحت دونوں کو جمع کر سکتے ہیں.

اور اپنی والدہ سے ہمیشہ تعلق بھی قائم رکھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت بھی قائم رکھیں آپ پر جو حقوق واجب ہیں ان کی ادائیگی کریں اور اسے اس کی حیثیت کے مطابق رہائش لے کر دیں.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (97810) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو رشد و ہدایت سے نوازے اور آپ کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .